3 ایس سی آر سپریم کورٹ رپورٹس

9 فروری 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

کوشلیا دیوی اور دیگران

بنام

بیج ناتھ سیال اور دیگران

(پی۔ بی۔ گجیندر اگڈکر اور کے۔ این۔ وانچو، جسٹسز)

نابالغ کے خلاف مقدمہ ۔ عدالت کی اجازت کے بغیر سرپرست کی رضامندی پر ابتدائی فرمان۔ اگر کوئی منسوخی ۔ اگر حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل میں کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ تحت ضابطہ دیوانی، 1908 (ایکٹ 5 آف 1908)، دفعہ 97، آرڈر 32، قاعدہ 7۔

تحت ضابطہ دیوانی کے آرڈر 32، قاعدہ 7 (2) جس کا مقصد نابالغ کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے، کا اصل مطلب یہ ہے کہ آرڈر 32، قاعدہ 7 (1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نابالغ کی طرف سے کیا گیا معاہدہ یا سمجھوتہ صرف نابالغ کے کہنے پر کالعدم ہے اور اس میں کسی دوسرے فریق کی ایماء پر نہیں۔ اس طرح کی خلاف ورزی معاہدے یا حکم نامے کو کالعدم نہیں بناتی ہے اور مناسب کارروائی میں اس سے گریز کیا جانا چاہئے۔

منوہر لال بنام جادوناتھ سنگھ (1906) ایل آر 33 آئی اے 128 کا حوالہ دیا گیا۔

چھبا لال بنام کلو لال (1946) ایل آر 73 آئی اے 52، جمنا بائی بنام وسنتا راؤ (1916) ایل آر 43 آئی اے 99 اور کھیرا جمل بنام۔ دئیم (1904) ایل آر 32 آئی اے 23، نا قابل اطلاق تھا۔

جہاں آرڈر 32، قاعدہ 7(1) کی شق کی تعمیل نہ کرتے ہوئے ابتدائی حکم نامہ جاری کیا جاتا ہے تو نابالغ کا مداوا اس حکم نامے کے خلاف اپیل کے ذریعے ہوتا ہے نہ کہ حتمی حکم نامے کے خلاف کیونکہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 97 حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل میں ابتدائی فرمان کو چیلنج کرنے پر پابندی ہے۔

نتیجتاً تقسیم کے مقدمے میں جہاں آرڈر 32، قاعدہ 7(1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نابالغ کے خلاف رضامندی سے ابتدائی حکم نامہ جاری کیا گیا تھا اور اس حکم نامے کو حتمی حکم نامے کی اپیل میں کالعدم قرار دینے کی کوشش کی گئی تھی، ہائی کورٹ نے کہا کہ ضابطہ اخلاق کی 97 دفعہ اپیل کنندہ کو ایسا کرنے سے روکتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ درست تھا اور اس کی تصدیق ہونی چاہیے۔

مزید برآں، یہ کہ ضابطہ کی دفعہ 97 کے مقصد کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، اگر یہ کہا جائے کہ یہ دفعہ صرف حکم نامے کی حقائق کو چیلنج کرنے کی ممانعت کرتی ہے نہ کہ اس کے قانونی جواز کو۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1956 کی دیوانی اپیل نمبر 216۔

پنجاب ہائی کورٹ کے 28 اگست 1950 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی رخصت کے ذریعے 1944 کی پہلی فعال دیوانی اپیل نمبر 343 میں اپیل کی گئی۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ایل کے جھا، کے پی بھنڈاری اور ہربنس سنگھ شامل ہیں۔

دریادت چاولہ جواب دہندہ نمبر 1 (i) سے (iii) کے لئے۔

9/ فروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس گجیندرا گڈکر۔ خصوصی اجازت سے یہ اپیل بیج ناتھ کی جانب سے اپنے دیگر ساتھیوں کے خلاف دائر تقسیم کے مقدمے سے پیدا ہوئی ہے۔ بیج ناتھ بہاری لال کا بیٹا ہے اور اس کے چار بھائی کدر ناتھ، رگھوناتھ سہائی، جگن ناتھ اور بدری ناتھ تھے۔ مقدمے کے وقت کدر ناتھ کا انتقال ہو چکا تھا، اور ان کی خاندان کی نمائندگی ان کے پانچ بیٹوں گھنشام لال، شری رام، ہری رام، تیرتھ رام اور مراری لال نے کی تھی،

جنہیں بالترتیب 1 سے 5 مدعا علیہ کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔گھنشام لال کی موت کے بعد ان کے دو نابالغ بیٹوں جئے پال اور چندر موہن کو ان کے قانونی نمائندے کے طور پر ریکارڈ پر لایا گیا تھا اور ان کی والدہ مسمات کوشلیا کو سر پرست مقرر کیا گیا تھا۔دونوں نابالغ ہمارے سامنے اپیل گزار ہیں۔رگھوناتھ سہائی کے بیٹے چونی لال مدعا علیہ 6،جگن ناتھ کے دو بیٹے بال کشن اور ہری کشن مدعا علیہ 7 اور 8 اور بدری ناتھ مدعا علیہ 9 تھے۔بیج ناتھ کا معاملہ یہ تھا کہ خاندان غیر منقسم تھا اور وہ خاندانی جائیدادوں میں اپنے حصے کی تقسیم چاہتا تھا،اور لہذا اس نے اپنی درخواست میں اس سلسلے میں مناسب راحت کا دعوی کیا۔کئی مدعا علیہان نے بیج ناتھ کے دعووں کے سلسلے میں درخواستیں دائر کیں،لیکن اس اپیل کے مقصد کے لئے مذکورہ درخواستوں کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔مقدمہ 11 جون 1941 کو قائم کیا گیا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کی رضامندی سے ٹرائل کورٹ نے 30 اکتوبر 1941 کو ایک ابتدائی حکم نامہ تیار کیا تھا،لیکن اس حکم نامے کے جواز کو لاہور ہائی کورٹ میں اپیل کے ذریعہ کامیابی سے چیلنج کیا گیا تھا۔ہائی کورٹ کی جانب سے کہا گیا تھا کہ تمام فریق سمجھوتے میں شامل نہیں ہوئے تھے اور اس لیے ابتدائی حکم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔نتیجتاً مذکورہ حکم نامے کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور مقدمے کو ٹرائل کے لئے ریمانڈ پر بھیج دیا گیا۔

ایسا لگتا ہے کہ ریمانڈ کے بعد فریقین دوبارہ اکٹھے ہوئے اور رضامندی سے عدالت سے ایک بار پھر ابتدائی حکم نامہ جاری کرنے کی درخواست کی۔یہ 15 اکتوبر 1943 کو کیا گیا تھا۔اس ابتدائی حکم نامے میں متعلقہ فریقوں کے حصص کی وضاحت کی گئی تھی اور تین زیر التوا معاملات کا تعین مدعا علیہ 6 چنی لال کو کرنا تھا، جن پر اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ اس سلسلے میں کمشنر مقرر کیا جانا چاہیے۔اس ابتدائی فرمان کے مطابق کمشنر نے 19 نومبر 1943 کو اپنی عبوری رپورٹ اور 29 نومبر 1943 کو اپنی حتمی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ موصول ہونے پر ٹرائل کورٹ نے فریقین کو مذکورہ رپورٹ پر غور کرنے کے لئے وقت دیا جس کی انہیں وضاحت کی گئی تھی۔فریقین کو وقت چاہیے تھا اس لیے کیس کی سماعت ملتوی کر دی گئی۔چونکہ متنازعہ جائیداد قیمتی تھی اور فریقین مذکورہ رپورٹوں کے بارے میں اپنا ذہن بنانے سے قاصر تھے۔لہذا عدالت نے انہیں اس معاملے پر غور کرنے کے لئے مزید وقت دیا۔بالآخر جب فریقین رپورٹوں کے بارے میں کسی تصفیے

پر نہیں پہنچے تو فریقین کی جانب سے اعتراضات دائر کرنے کے لیے کیس کی سماعت 17 دسمبر 1943 تک ملتوی کر دی گئی۔ اکیلے مدعا علیہ 4 تیرتھ رام نے اعتراضات دائر کیے۔ کسی اور نے نہیں کیا۔ مذکورہ اعتراضات پر عدالت نے شواہد کی روشنی میں غور کیا اور 21 جون 1944 کو ایک حتمی حکم نامہ نکالا گیا۔

اس حکم نامے کے خلاف اپیل گزاروں کی جانب سے پنجاب ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی اور ان کی جانب سے استدعا کی گئی کہ ابتدائی حکم نامہ غیر قانونی ہے کیونکہ مذکورہ فرمان منظور کرتے وقت عدالت ضابطہ دیوانی کے قاعدہ 7 کے آرڈر 32 کی لازمی شقوں کی تعمیل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندگان کو یہ نکتہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ ابتدائی حکم نامے کے خلاف اپیل کرنے میں ان کی ناکامی نے انہیں ضابطہ اخلاق کی دفعہ 97 کے تحت اس کی صداقت یا جواز کو چیلنج کرنے سے روک دیا۔ درخواست گزاروں کی جانب سے کچھ دیگر معمولی اعتراضات بھی اٹھائے گئے لیکن انہیں بھی مسترد کر دیا گیا، نتیجے میں اپیل ناکام ہوگئی اور مسترد کر دی گئی، تاہم کیس کے حالات کے پیش نظر فریقین کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کی ہدایت کی گئی۔ یہ وہ فرمان ہے جسے اپیل کنندگان نے خصوصی چھٹی کے ذریعے اپنی موجودہ اپیل میں چیلنج کیا ہے۔ اور ان کی طرف سے مسٹر جھا کی طرف سے صرف ایک نکتہ جس پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے اپیل کنندگان کو اس کے سامنے اپنی اپیل میں ابتدائی حکم نامے کے جواز کو چیلنج کرنے سے منع کرنے میں غلطی کی تھی۔

مسٹر جھا کا کہنا ہے کہ اپیل کنندگان کے ذریعہ اٹھائے گئے عرضی کی اہلیت کے بارے میں سوال سے نمٹتے ہوئے ہائی کورٹ نے آرڈر 32، قاعدہ 7 کی دفعات کے اثرات کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ یہ ایک عام بنیاد ہے کہ جس وقت ابتدائی حکم نامہ رضامندی سے جاری کیا گیا تھا اور اپیل کنندگان کی سرپرست کوشلیا دیوی نے اس طرح کے ابتدائی حکم نامے کو منظور کرنے اور چونی لال کو کمشنر کے طور پر تعینات کرنے پر اتفاق کیا تھا اس وقت درخواست گزار نابالغ تھے اور آرڈر 32، قاعدہ 7، آرڈر 32 قاعدہ 7(1) کے مطابق اجازت حاصل نہیں کی گئی تھی۔ مزید کہا گیا ہے کہ مقدمے کا کوئی بھی اگلا دوست یا سرپرست عدالت کی اجازت کے بغیر عدالت کی اجازت کے بغیر نابالغ کی جانب سے مقدمے کے حوالے سے کوئی معاہدہ یا سمجھوتہ نہیں کرے گا، جس میں وہ اگلے دوست یا سرپرست کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس

معاہدے کے نتیجے میں ابتدائی فرمان تیار کیا گیا اور چونی لال کو کمشنر کے طور پر تعینات کیا گیا وہ اس قاعدے کے دائرے میں آتا ہے اور اس قاعدے کے تحت درکار منظوری کو کارروائی میں درج نہیں کیا گیا تھا۔ دلیل یہ ہے کہ قاعدے کی اس لازمی شق پر عمل کرنے میں ناکامی معاہدے اور ابتدائی حکم نامے کو کالعدم بنا دیتی ہے، اور اگر ایسا ہے تو ضابطہ دیوانی کی دفعہ 97 اپیل کے مرحلے پر حکم نامے کی صداقت کو چیلنج کرنے والے اپیل کنندگان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں بنے گا۔

حکم 32، قاعدہ 7(1) کی تعمیل میں ناکامی کا اثر خاص طور پر آرڈر 32، قاعدہ 7(2) کے ذریعہ فراہم کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عدالت کی اجازت کے بغیر کیا گیا ایسا کوئی بھی معاہدہ یا سمجھوتہ نابالغ کے علاوہ دیگر تمام فریقوں کے خلاف کالعدم ہوگا۔ مسٹر جھا اس شق کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ مذکورہ معاہدہ اس کے ان فریقوں کے خلاف کالعدم ہے جو بڑے ہیں اور نابالغ کے معاملے میں غیر قانونی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، وہ دلیل دیتے ہیں کہ اس شق کا اثر یہ ہے کہ اس کے بڑے فریق اس سے بچ سکتے ہیں اور نابالغ کو اس سے بالکل بھی بچنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جہاں تک اس کا تعلق ہے تو یہ باطل ہے۔ ہماری رائے میں یہ دلیل واضح طور پر قاعدے کے سادہ معنی سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس اصول کا اصل مطلب یہ ہے کہ نابالغ ان فریقوں کے خلاف معاہدے سے بچ سکتا ہے جو بڑے ہیں اور یہ کہ وہ فریق اس سے بچ نہیں سکتے جو نابالغ کے خلاف بڑے ہیں۔ یہ باطل ہے اور باطل نہیں ہے۔ یہ نابالغ کے کہنے پر کالعدم ہے اور کسی دوسری پارٹی کے کہنے پر نہیں۔ یہ ان پارٹیوں کے خلاف کالعدم ہے جو بڑی ہیں لیکن نابالغ کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ شق نابالغوں کے تحفظ کے لئے کی گئی ہے، اور اس کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ آرڈر 32، قاعدہ 7 (1) کے تقاضوں پر عمل کرنے میں ناکامی ایک نابالغ کو معاہدے اور اس کے نتائج سے بچنے کا حق دار بنائے گی۔ اگر وہ مذکورہ معاہدے سے گریز کرتا ہے تو اسے ایک طرف رکھ دیا جائے گا لیکن کسی بھی صورت میں معاہدے کی کمزوری کو دوسرے فریق اپنے مفاد میں اس سے بچنے کے مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ نابالغوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس سے بچنے کی آزادی دی جائے۔ معاہدے کے دوسرے فریقوں کے بارے میں ایسا کوئی غور و فکر پیدا نہیں ہوتا ہے اور وہ معاہدے کے خلاف اس بنیاد پر کوئی شکایت یا شکایت نہیں کر سکتے ہیں کہ اس نے آرڈر 32، قاعدہ 7(1) کی تعمیل نہیں کی ہے۔ قاعدہ 1 کے ذریعہ طے کردہ شرط پر عمل نہ کرنے سے معاہدہ یا فرمان کالعدم نہیں ہوتا کیونکہ اس سے عدالت کے دائرہ اختیار پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ مذکورہ شرائط پر عمل نہ کرنے سے معاہدہ یا فرمان صرف نابالغ کے کہنے پر ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔ ہماری رائے میں، یہ آرڈر 32، قاعدہ 7(1) اور (2) کی فراہمی کا

اثر ہے۔

اس طرح کے معاہدے یا حکم نامے سے بچنے کے لئے نابالغ کو کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے، یہ سوال کئی فیصلوں کا موضوع رہا ہے، اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ سمجھوتے کے حکم نامے سے نابالغ یا تو باقاعدہ مقدمہ یا عدالت کی طرف سے نظر ثانی کی درخواست کے ذریعہ گریز کیا جاسکتا ہے جس نے مذکورہ فرمان جاری کیا تھا۔

منوہر لال بنام جادو ناتھ سنگھ کا فیصلہ نابالغ کی جانب سے دائر مقدمے کی ایک مثال ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ حکم نامے نے اسے پابند نہیں کیا۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم موجودہ اپیل میں اس معاملے کے اس پہلو سے مزید نمٹیں۔

اپنی اس دلیل کی حمایت میں کہ آرڈر 32 کے تقاضوں کی تعمیل میں ناکامی، قاعدہ 7 (1) اس فرمان کو کالعدم قرار دیتا ہے، مسٹر جھا نے چھبہ لال بنام کالن لال (2) میں پریوی کونسل کے فیصلے پر بہت زیادہ انحصار کیا ہے۔ اس صورت میں ثالثی کے حوالہ کے جواز پر ایک فریق کی طرف سے فیصلے پر دیے گئے حکم نامے کے خلاف اپیل میں اعتراض اٹھایا گیا تھا۔ اور پریوی کونسل کے سامنے فیصلے کے لئے اٹھائے گئے نکات میں سے ایک یہ تھا کہ آیا اس حکم نامے کے خلاف اپیل دائر کی گئی ہے یا نہیں۔ ضابطہ اخلاق کے شیڈول 2، پیراگراف 16 (2) کے تحت، جو اس وقت نافذ العمل تھا، یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ فیصلے کے مطابق سنائے جانے پر ایک فرمان کی پیروی کی جائے گی اور اس طرح کے حکم نامے سے کوئی اپیل نہیں کی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ فیصلے سے زیادہ ہو یا فیصلے کے مطابق نہ ہو۔ اپیل کی اہلیت کے خلاف استدلال یہ تھا کہ ریفرنس اور فیصلے کے جواز کے خلاف اعتراض مذکورہ شیڈول کے پیراگراف 15 (1) (سی) کے تحت اٹھایا جاسکتا تھا اور ہونا چاہیے تھا، اور چونکہ ایسا اعتراض نہیں اٹھایا گیا تھا اور پیراگراف 16 کے تحت فیصلے کے مطابق ایک حکم نامہ تیار کیا گیا تھا، قاعدہ 1 پیراگراف 16 (2) کی شرائط کے علاوہ حکم نامے کے جواز کے خلاف کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اس دلیل کو پریوی کونسل نے مسترد کر دیا۔ یہ قرار دیا گیا تھا کہ ریفرنس کے جواز کے خلاف اعتراض اس بنیاد پر ہے کہ آرڈر 32، قاعدہ 7 (1) کے تقاضوں پر عمل نہیں کیا گیا تھا، پیراگراف 15 (1) (سی) کے دائرہ کار میں نہیں آتا ہے۔ مذکورہ پیراگراف میں ان بنیادوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنیاد پر کسی ایوارڈ کو چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ اس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اگر یہ فیصلہ ثالثی اور مقدمے کی کارروائی کی جگہ عدالت کی طرف سے حکم جاری کرنے کے بعد دیا گیا تھا یا اگر یہ عدالت کی طرف سے منظور کردہ مدت ختم

ہونے کے بعد دیا گیا تھا، یا اگر یہ غیر قانونی تھا تو اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ پیراگراف 15 (1)(سی) کی آخری شق پر اس دلیل کی حمایت میں بھروسہ کیا گیا تھا کہ ریفرنس کے جواز کو چیلنج مذکورہ شق کے تحت کیا جانا چاہئے تھا۔ پریوی کونسل نے اس دلیل کی حمایت نہیں کی۔ بورڈ کی جانب سے بات کرنے والے سر جان بیومونٹ نے کہا کہ ان کی رائے میں عدالت کو کسی مقدمے میں دیے گئے ریفرنس پر دیے گئے فیصلے کے حوالے سے دیے گئے تمام اختیارات ایک درست ریفرنس کی پیش گوئی کرتے ہیں جس پر ایک فیصلہ دیا گیا ہے جس پر سوالات اٹھائے جاسکتے ہیں۔ اگر کوئی جائز حوالہ نہیں ہے تو مبینہ فیصلہ کالعدم ہے اور اسے کسی بھی مناسب کارروائی میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ اس آخری مشاہدے پر مسٹر جھا نے فطری طور پر بھروسہ کیا ہے۔ لیکن، ہماری رائے میں، زیر بحث مشاہدے کا مطلب آرڈر 32، قاعدہ 7 (2) کی تشریح پر فیصلہ نہیں ہے. سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ مشاہدہ اس فیصلے کی حمایت میں کیا گیا تھا کہ ثالثی اور فیصلے کے جواز کو چیلنج پیراگراف 15 (1)(سی) کے تحت نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہم اس مشاہدے کو موجودہ معاملات تک بڑھانے کے لئے تیار نہیں ہیں جہاں تنازعہ کا نقطہ آرڈر 32، قاعدہ 7 کی تشریح کے سلسلے میں ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پریوی کونسل نے اس ایوارڈ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اسے کسی بھی مناسب کارروائی میں چیلنج کیا جاسکتا ہے جس میں ایوارڈ سے بچنے کے لئے ضروری کارروائی کو اختیار کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ پریوی کونسل کی جانب سے غور وخوض کا نکتہ یہ تھا کہ آیا پیراگراف 15 (1) (سی) کے تحت کارروائی کی نشاندہی کی گئی تھی یا کیا اپیل کو مناسب کارروائی سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ فرض کیا گیا تھا کہ ایوارڈ کو چیلنج کرنے کے لئے ایک کارروائی کو اپنانا ہوگا۔ پریوی کونسل کا فیصلہ یہ تھا کہ فیصلے کے جواز کو اپیل کے ذریعے چیلنج کیا جاسکتا ہے کیونکہ اسے پیراگراف 15 (1)(سی) کے تحت چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، چونکہ اسے پیراگراف 15 (1)(سی) کے تحت چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، لہذا پریوی کونسل کے پیراگراف 16 (2) کے مطابق اپیل کی اہلیت کے خلاف استعمال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ موجودہ اپیل میں مذکورہ فیصلے کی خوبیوں کا جائزہ لینا ہمارے لئے غیر ضروری ہے۔ ہم صرف اس بات کی نشاندہی کرنے کے لئے فکرمند ہیں کہ مسٹر جھا جس فیصلے پر انحصار کرتے ہیں اس کے مشاہدے کو آرڈر 32، قاعدہ 7 (2) کی تشریح پر فیصلہ نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ سوال براہ راست پریوی کونسل کے سامنے نہیں اٹھایا گیا تھا اور اس کو زیر بحث مشاہدے کے نتیجے کے طور پر نہیں دیکھا جانا چاہئے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی نشاندہی کرچکے ہیں، آرڈر 32، قاعدہ 7 (2) میں استعمال ہونے والے الفاظ سادہ اور غیر مبہم ہیں اور وہ اس دلیل کی کوئی حمایت نہیں کرتے ہیں کہا آرڈر 32، قاعدہ 7 (1) پر عمل نہ کرنے سے مذکورہ حکم کالعدم ہوجائے گا۔

مسٹر جھا نے جمنا بائی بنام وسنت راؤ معاملے میں پریوی کونسل کے ایک اور فیصلے پر بھی بھروسہ کیا ہے۔اس معاملے میں دو مدعا علیہان جن میں سے ایک نابالغ تھا، نے ان کے خلاف زیر التوا مقدمے پر سمجھوتہ کیا، اور ایسا کرتے ہوئے ایک بانڈ میں داخل ہوئے جس کے ذریعہ انہوں نے مشترکہ طور پر مستقبل کی تاریخ میں مدعی کو ایک خاص رقم ادا کرنے پر اتفاق کیا۔ نابالغ کی طرف سے عدالت کی اجازت حاصل نہیں کی گئی تھی جیسا کہ ضابطہ دیوانی، 1882 کی دفعہ 462 کے تحت ضروری تھا، جو اس وقت نافذ تھا۔ جب مذکورہ بانڈ پر دعویٰ کیا گیا تو یہ کہا گیا کہ یہ بانڈ نابالغ کے خلاف قابل عمل نہیں تھا لیکن یہ مشترکہ ٹھیکیدار کے خلاف پوری رقم کے لئے قابل عمل تھا۔ ہم نہیں دیکھتے کہ یہ کیس اپیل کنندگان کی کس طرح مدد کرتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جمنا بائی جو بانڈ پر جوائنٹ ٹھیکیدار تھیں، نے یہ عرضی دائر کی کہ دونوں وعدہ کاروں میں سے ایک اقلیت اور اس کے نتیجے میں دوسرے کو استثنیٰ دے سکتا ہے۔ اس درخواست کو پریوی کونسل نے مسترد کر دیا تھا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمجھوتے کے معاہدے کے تحت نافذ کیے جانے والے بانڈ کو کالعدم نہیں سمجھا گیا تھا بلکہ صرف نابالغ کے خلاف ناقابل عمل سمجھا گیا تھا۔ اس سلسلے میں پریوی کونسل نے مشاہدہ کیا کہ نابالغ کی ذمہ داری کو اس حقیقت کے پیش نظر نافذ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ضابطہ کی دفعہ 462 کے تقاضوں کی تعمیل نہیں کی گئی ہے۔ درحقیقت فیصلے میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ پریوی کونسل اس بارے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر رہی تھی کہ آیا یہ بانڈ کسی نابالغ کے خلاف قابل عمل ہو سکتا ہے، چاہے دفعہ 462 کی تعمیل ہی کیوں نہ کی گئی ہو۔ لہٰذا اس فیصلے سے اپیل کنندگان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اسی طرح کھیرا جمل میں پریوی کونسل کا فیصلہ بنام دائم، درخواست گزاروں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا، کیونکہ اس معاملے میں پریوی کونسل نے جو فیصلہ کیا وہ یہ تھا کہ عدالت کے پاس اس وقت تک نجات کی ایکویٹی فروخت کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جب تک کہ مرنے والے اس حکم نامے یا اس کی طرف لے جانے والی کارروائی میں فریق نہ ہوں، یا ریکارڈ پر مناسب نمائندگی نہ کریں۔ دوسرے لفظوں میں، اگر کسی نابالغ کو ریکارڈ پر مناسب طریقے سے پیش نہیں کیا جاتا ہے تو کارروائی میں پاس کیا گیا کوئی حکم اسے پابند نہیں کر سکتا ہے۔ ہم یہ دیکھنے سے قاصر ہیں کہ اس تجویز کا اس نکتے سے کوئی تعلق ہے جس پر ہمیں موجودہ اپیل میں فیصلہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

اگر حکم نمبر 32 کی شقوں کی تعمیل کیے بغیر موجودہ کارروائی میں منظور کیا گیا ابتدائی حکم نامہ کالعدم نہیں ہے بلکہ صرف اپیل کنندگان کے کہنے پر کالعدم ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا وہ حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل کو ترجیح دے کر اس سے بچنے کی کوشش کر سکتے ہیں؟ اس نکتے سے نمٹنے کے لئے اپیل کنندگان کے خلاف ضابطہ اخلاق کی دفعہ 97 کی پابندی پر زور دیا جاتا ہے۔ دفعہ 97، جسے ضابطہ دیوانی،1908 میں پہلی بار شامل کیا گیا ہے، میں کہا گیا ہے کہ اگر کوڈ کے آغاز کے بعد منظور کردہ ابتدائی فرمان سے ناراض کوئی فریق اس طرح کے فرمان سے اپیل نہیں کرتا ہے تو اسے کسی بھی اپیل میں اس کی درستگی پر اختلاف کرنے سے روکا جائے گا جسے حتمی فرمان سے ترجیح دی جا سکتی ہے۔

اپیل کنندگان پر زور دیا جاتا ہے کہ اپیل مقدمے کا تسلسل ہے اور اس لیے اپیل گزاروں کو مقدمے میں دی گئی درخواست کے ذریعے مذکورہ ابتدائی حکم نامے کو اتنا ہی چیلنج کرنے کا حق ہوگا جتنا کہ مذکورہ مقدمے میں منظور کردہ حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اپیل کی کارروائی کو مقدمے کی کارروائی کا تسلسل سمجھا جا سکتا ہے۔لیکن اس سوال کا فیصلہ کہ آیا اپیل کنندگان حتمی حکم نامے کے خلاف اپنی اپیل میں مذکورہ ابتدائی فرمان کو چیلنج کر سکتے ہیں، موجودہ معاملے میں کوڈ کی دفعہ 97 کی دفعات کے تحت ہونا چاہئے۔ دفعہ 97 نافذ کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ کوئی بھی فریق ابتدائی حکم نامے سے ناراض ہے تو اسے اس حکم نامے کے خلاف اپیل کرنی ہوگی۔ اگر وہ اس طرح کے حکم نامے کے خلاف اپیل کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس طرح کے حکم نامے کی صداقت کو حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل کے ذریعے چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ابتدائی فرمان کو صحیح طریقے سے منظور کیا جائے گا۔ جب دفعہ 97 میں کہا گیا ہے کہ اگر اس کے خلاف اپیل کو ترجیح نہیں دی جاتی ہے تو ابتدائی حکم نامے کی صداقت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے، تو اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اگر اسے اپیل میں چیلنج نہیں کیا جاتا ہے تو اسے صحیح اور فریقین پر پابند سمجھا جائے گا۔ ایسی صورت میں حتمی حکم نامے کے خلاف اپیل لازمی طور پر ابتدائی فرمان کے بعد کی گئی کارروائی سے پیدا ہونے والے نکات تک محدود ہوگی اور اس سے اس بنیاد پر نمٹا جائے گا کہ ابتدائی حکم نامہ درست تھا اور چیلنج سے بالاتر ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جو چیز ممنوع ہے وہ میرٹ پر فرمان کی حقیقت پر مبنی درستگی کو چیلنج کرتی ہے، کیونکہ اگر مذکورہ فرمان کالعدم ہے، جیسا کہ موجودہ معاملے میں ہے، تو اس کے غیر قانونی کردار کے بارے میں نکتہ ہی فریقین کے مابین تنازعہ کی خوبیوں کا ایک حصہ ہے۔ آرڈ 32 کا اطلاق ہو یا نہ ہو، قاعدہ 7 (1) اس طرح کے معاملے میں یقینی طور پر تنازعہ کا معاملہ ہوگا اور دفعہ 97 کا مقصد یہ ہے کہ اگر ابتدائی حکم

نامے کو اپیل کے ذریعے چیلنج نہیں کیا جاتا ہے تو اس طرح کے کسی بھی تنازعہ کو اٹھانے سے روکا جائے۔ دفعہ 97 جس مقصد کو حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے وہ مایوس کن ہو جائے گا اگر یہ کہا جاتا ہے کہ صرف حکم نامے کی حقائق کی صداقت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے قانونی جواز کو چیلنج کیا جا سکتا ہے حالانکہ ابتدائی حکم نامے کے خلاف اپیل دائر نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا، ہماری رائے میں ہائی کورٹ کا اس نتیجے پر پہنچنا درست تھا کہ اپیل کنندگان کے لیے اس اپیل میں ابتدائی حکم نامے کے جواز کو چیلنج کرنے کا اختیار نہیں تھا، جسے انہوں نے مذکورہ ہائی کورٹ کے سامنے حتمی فرمان کے خلاف ترجیح دی تھی۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this
document